OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 79-91

ہیومن ملک بینک کی شرعی حیثیت میں مختلف آراء کا ناقدانہ جائزہ

The Shariah Status of Human Milk Banks: A Critical Review of Diverse Opinions

Abdulrazzaq
Phd Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: ar831585@gmail.com

Prof. Dr. Hafiz Nasir Ud din Nasir
Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: naasiraust@gmail.com

Abstract

In the pure Shariah, there are three major categories of prohibited relations for marriage: lineage (nasab), marital relations/affinity (musaharah), and fosterage (rada'ah). This demonstrates that breast milk is not merely a form of nutrition; rather, it establishes bonds of maternity and fraternity upon which the rulings of marriage and prohibition are based. Despite differences of opinion regarding the required number of feedings, jurists (fuqaha) are unanimously agreed that during the age of infancy, a foster relationship is established if a child consumes the breast milk of another woman through any method. However, contemporary scholars hold divided views regarding the establishment of "Human Milk Banks" and whether foster relations are proven or disproven through them. Some argue for its permissibility, others maintain its impermissibility, some allow it under strict conditions, while others have remained completely silent on the matter. Below, we will present the arguments of all these viewpoints, evaluate the grounds for preference among them, and prioritize the arguments of one group. This will provide a comprehensive understanding of the necessity and potential harms of establishing Human Milk Banks, enabling practical implementation if it is deemed permissible in an Islamic country like Pakistan, or keeping this pure land free from actions that displease Allah if it is deemed impermissible. In this paper, a critical review will be conducted on the views of both the opponents (mani'een) and proponents (mujawizeen) regarding Human Milk Banks. An analytical study of their respective arguments will be presented, and all evidence will be evaluated in light of contemporary context and modern-day necessities.

Keywords: *Shariah, Human Milk Banks, Fuqaha.*

CC BY

تمہید

قدیم زمانے میں رضاعت کا عمل انفرادی اور معلوم ہوتا تھا بچہ براہ راست دائیہ کے پستان سے دودھ پیتا مرضعہ بھی معلوم ہوتی تھی اور رشتہ بھی واضح ہوتا تھا جب کہ آج کے جدید دور میں ٹیکنکل کی ایجادات نے اشیاء کو محفوظ کرنے کے لیے مختلف چیزیں بنائی جس کی بنا پر ایک چیز کو جو جلدی خراب ہو جاتی تا دیر کے لیے محفوظ کرنا آسان ہو گیا چونکہ ماں کا دودھ انسانی صحت کے لیے ناگزیر تھا تو جدید اطباء نے اس کو محفوظ کرنے کے لیے انسانی دودھ بینک کا قیام عمل میں لایا ہیومن ملک بینک میں دودھ سب سے پہلے مختلف خواتین سے جمع کیا جاتا ہے اس کے بعد تمام خواتین یا کچھ کے دودھ کو آپس میں مکس اور مخلوط کیا جاتا ہے اس کے بعد پاسچرائزیشن کے بعد نامعلوم صورت میں نامعلوم بچے کو فراہم کیا جاتا ہے۔

ملک بینک اور رضاعت کی نبوی صورت میں اصولی اور بنیادی فرق

قدیم دور میں رضاعت کے تمام طریقہ کار، مرضعہ، رضیع سب معلوم ہوتے اور دودھ بھی براہ راست چھاتی کے ذریعہ ہوتا جدید ہیوم ملک بینک میں یہ سب کچھ مجہول اور نامعلوم ہے۔

ہیومن ملک بینک مانعین اور مجوزین کے دلائل کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

معاصر طبّی سائنس کی جدت نے کلاسیکی فقہی تصورات کے سامنے کئی پیچیدہ سوالات لا کھڑے کیے ہیں، جن میں سے ایک اہم ترین مسئلہ 'ہیومن ملک بینکنگ' (انسانی دودھ کے ذخیرے کے مراکز) کا شرعی حکم ہے۔ اس مسئلے پر معاصر مسلم مفکرین اور عالمی فقہ اکیڈمیز تین واضح دھڑوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ذیل میں تینوں مکاتبِ فکر کے دلائل کا علمی و اصولاتی محاکمہ پیش ہے۔

معاصر فقہی رجحان کو تین بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

مانعین (Prohibition Group)

اکثر معاصر علماء کی رائے یہ ہیکہ ملک بینک کا قیام شرعا جائز نہیں اس میں کئی ایک دنیوی اور شرعی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

مجامع فقہیہ میں سے عرب اور اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے مجامع اس سے تحریم رضاعت کے قائل ہیں اس لیے وہ اس کی حوصلہ افزائی کے بجائے اس کے خلاف شدید دلائل قائم کرتے ہیں۔

ان میں سرفہرست شیخ عبداللہ البسام، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبدالرحمٰن النجار، شیخ محمد حسام الدین، زھیر السباعی، محمد البار، محمد الشاطری، شیخ محمد تقی عثمانی، شیخ مختار السلامی، شیخ بکر ابوزید، و مجلس مجمع الفقہ الاسلامی، دارالعلوم دیوبند وغیرہ وغیرہ

ان حضرات نے جو دلائل یا اصول پیش کیے ہیں اس فصل میں ان کا تجزیہ اور ناقدانہ جائزہ لیتے ہوئے عصر حاضر کے لیے کیا لائحہ عمل ہونا چاہی ہے اس تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔

حفظ نسب اور حفظ نسل کا اصول:

ان حضرات کی بنیادی دلیل اختلاط نسب ہے کہ اسے نسبی رشتہ مشتبہ ہوتا ہے

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ"[1]

ترجمہ: اور (تم پر حرام کر دی گئی) تمھاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمھاری رضاعی بہنیں"

آیت مذکورہ کی تفسیر میں علامہ علاؤالدین علی بن محمد بغدادی الشہیر بالخازن متوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں:

"کل انثی انتسبت باللبن الیھا فھی امک وبنتھا اختک وانما نص اللہ علی ذکر الام والاخت لیدل بذالک علی جمیع الاصول والفروع ویدل علی ذالک ما روی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان رسو ل اللہ ﷺ قال :"یحرم من الرضاع ما یحرم من الولادۃ "[2]

یعنی اور تمھاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں، پس ہر عورت جس کی طرف تمھاری نسبت دودھ کے سبب کی جائے وہ تمھاری ماں ہو گی اور اس کی بیٹی تمھاری بہن اور اللہ تعالیٰ نے حرمت رضاعت کے لیے ماں اور بہن ہی کا ذکر فرمایا تاکہ ان کے ذریعے تمام اصول وفروع پر دلالت ہو جائے اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو اماں عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا عالی شان فرمان ہے:

"دودھ پلانے سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت کے سبب حرام ہوتے ہیں"۔

ناقدانہ جائزہ اور اصولی کمزوری:

مانعین کا یہ خوف روایتی یا مروجہ مغربی ملک بینکوں کی حد تک سو فیصد درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔ لیکن اصولی طور پر یہاں ایک باریک خامی پائی جاتی ہے جسے اصطلاح میں "**تنقیح مناط** " کی غلطی کہا جاتا ہے۔

علت اور معلول کا ربط :حرمتِ نکاح کا اصل سبب "ملک بینک کا ہونا" نہیں ہے، بلکہ "**ریکارڈ کا غائب ہونا اور دودھ کا مکس ہونا "(Pooling)** ہے۔ اگر علت "عدمِ ریکارڈ" ہے، تو حکم (حرمت) بھی اسی علت کے ساتھ گھومے گا۔

جدید ٹیکنالوجی کا ظہور :اگر جدید دور میں بار کوڈ، ڈیجیٹل ڈیٹا بیس اور نادرا (NADRA) جیسے قومی شناختی نظام کے ذریعے ہر ماں کے دودھ کا الگ لاٹ (Lot) نمبر رکھا جائے اور مکسنگ کو صفر (Zero Pooling) کر دیا جائے، تو "مفسدہِ اختلاط" کا احتمال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے:

الحکم یدور مع علته وجوداً وعدماً

"حکم اپنی علت کے ساتھ چلتا ہے؛ علت موجود ہو تو حکم موجود ہو گا، علت ختم ہو جائے تو حکم بھی ختم ہو جائے گا۔"

لہٰذا، جب ڈیجیٹل نظام سے شک اور جہالت کا خاتمہ ممکن ہو چکا ہے، تو محض پرانے اوزاروں اور پرانے ہسپتال مینجمنٹ سسٹمز کو بنیاد بنا کر "مطلق ممانعت" پر اصرار کرنا اصولی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔

محقق کی ذاتی رائے

بحیثت محقق میرا جج منٹ اور رائے یہ ہے معاشرے کے افراد کا شرائط کو ملحوظ نہ رکھنا اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے گریز کرنا اور جہاں ہو بھی اس کو صرف کاغذی حد تک محدود کرنے کی بنا پر اسلامی ممالک خاص کر ملک پاکستان میں ہیومن ملک بینک کے قیام کو ممنوع قرار دیا جائے اور اس کے بجائے رضاعت سنٹر حکومت کی نگرانی میں قائم کیے جائیں اور جہاں حقیقی معنوں میں ضرورت ہو وہاں ٹیکنالوجی کو مضبوط بناتے ہوئے جواز کا فتویٰ دیا جائے۔

بوجہ خرید وفروخت

ہیومن ملک بینک میں انسانی دودھ کی خرید وفروخت بھی ہوتی ہے جو کہ اکثر آئمہ کرام کے نزدیک ناجائز ہے اور ہیومن ملک بینک کی اجازت سے انسانی دودھ کی تجارت بڑے پیمانے پر شروع ہو جائے گی اور ایک انسانی عضو ہونے کے ناطے

ضرورت کے مواقع میں اس کی بیع کی گنجائش دی جاسکتی ہے لیکن اس طرح کھلی چھوٹ دینے کی گنجائش نہیں دی جاسکتی۔

ناقدانہ جائزہ اور اصولی کمزوری:

یہ استدلال ملک بینک کے "تجارتی ماڈل" پر تو فٹ بیٹھتا ہے، مگر اس کے "طبّی و رفاہی ماڈل" پر صادق نہیں آتا۔

بلڈ بینک پر قیاس : عالمِ اسلام کے تقریباً تمام فقہاء نے "بلڈ بینک" (خون کے بینکوں) کو جائز قرار دیا ہے، حالانکہ خون بھی انسان کا ایک محترم جزو ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ بلڈ بینک میں جو پیسے لیے جاتے ہیں، وہ خون کی قیمت نہیں بلکہ سرنج، بوتلنگ، ٹیسٹنگ اور سٹوریج کے اخراجات (Service Charges) ہوتے ہیں۔

رفاہی تشبیہ : بالکل اسی طرح، اگر ہیومن ملک بینک کو ایک غیر تجارتی، رفاہی یا سرکاری ادارے کے طور پر چلایا جائے جہاں دودھ کا کوئی معاوضہ نہ دیا جائے (محض رضاکارانہ عطیہ ہو) اور ہسپتال صرف پروسیسنگ فیس چارج کرے، تو یہ انسانی تکریم کے خلاف نہیں بلکہ انسانی جان بچانے کا ایک عظیم ذریعہ بن جاتا ہے۔

محقق کی ذاتی رائے:

فتوی تو یہی ہوگا کہ ہیومن ملک میں چونکہ دودھ کی خرید و فروخت ہوتی ہے اس لیے جائز نہیں کیونکہ اس وقت جتنے بھی بینک قائم ہیں ان میں انسانی دودھ کی خرید و فروخت ہی ہوتی ہے ہاں کوئی ایسا بینک ہے جہاں انسانی دودھ بطور عطیہ و ہبہ بچوں کو پلایا جاتا ہے اس میں ضرورت کی حد تک جائز اور درست ہے۔

متبادل دستیاب ہونے کی صورت میں ملک بینک سے کنارہ کشی:

مانعین کا ایک استدلال یہ ہے کہ شریعت میں "ضرورت (Necessity) "صرف اس وقت حرام کو حلال کرتی ہے جب کوئی دوسرا متبادل موجود نہ ہو۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ موجودہ دور میں فارمولا ملک (ڈبے کا دودھ) اور گائے/بھینس کا دودھ اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اب انسانی دودھ کے بینک بنانے کی کوئی "حقیقی ضرورت" (ضرورتِ قاہرہ) باقی نہیں رہی۔

ناقدانہ جائزہ اور اصولی کمزوری:

یہاں مانعین کا استدلال **طبّی حقائق سے ناواقفیت** پر مبنی ہے، جسے فقہ کی اصطلاح میں "**عدمِ تصورِ موضوع** "کہتے ہیں۔ جدید نیونیٹولوجی (شیر خوار بچوں کی سائنس) نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ:

طبّی حقیقت : وقت سے پہلے پیدا ہونے والے بچوں (Premature Babies) کا مدافعتی نظام(Immune System)اور آنتیں اتنی ناپختہ ہوتی ہیں کہ اگر انہیں گائے کا دودھ یا فارمولا ملک دیا جائے، تو ان کا جسم اسے قبول نہیں کرتا۔ اس کے نتیجے میں ان کے پیٹ میں **NEC** نامی مہلک مفسدہ پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بچوں کی اموات کی شرح ۳۰ سے ۵۰ فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔

محقق کی ذاتی رائے:

بحیثیت محقق میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب ماں کا دودھ نہ ہو تو بچوں کو فارمولا ملک یا جانوروں ہی کا دودھ بطور غذا دیا جاتا ہے اور اکثر بچے اسے اچھے طریقے ہی سے نشو و نما پاتے ہیں ہاں کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں ان کے لیے یہ دودھ نقصان دہ ہوتا ہے اس لیے ان کی حیاۃ کو باقی رکھنے کے لیے اسپتالوں کے ساتھ ملحقہ ملک بینک کا قیام ضروری ہے جس سے صرف انہی بچوں کو فراہم کیا جائے جن کے لیے فارمولا ملک بینک نقصان دہ ہو۔

بوجہ حق تلفی اور سستی :

رضاعت کے از روئے دیانت واجب ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور دودھ پلانا ماں پر قضاء بھی واجب ہے اگر وہ بچے کو دودھ نہ پلانا چاہے تو قاضی اسے مجبور کرے گا جب کہ ملک بینکوں کے قیام سے ماں اس ذمہ داری کی ادائیگی سے پہلو تہی کرے گی اور بچوں کی حق تلفی ہو گی۔

ناقدانہ جائزہ اور اصولی کمزوری

ہیومن ملک بینک کا قیام صرف اس وجہ سے کہ لوگ سستی کا شکار ہوں گے اور بچوں کی حق تلفی ہو گی یہ تو صرف ایک وہم ہے اور ظن ہے جب کہ ملک بینک کے قیام سے انسانی جان کا بچنا یہ ایک یقینی امر ہے اور ظن کی بنا پر یقین کو ترک کر دینا کسی بھی صورت درست نہیں۔

محقق کی ذاتی رائے :

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی جان کو بچانا مقدم ہے باقی سب چیزوں پر خاص کر حالت اضطرار میں تو اسلام نے ناجائز اور حرام چیزوں کے کھانے کی اجازت دی ہے لیکن جب حالت اضطرار پائی بھی جائے اس لیے میری رائے تو یہی ہے کہ جہاں ضرورت ہے وہاں شرائط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ملک بینک کا قیام کیا جائے جہاں حالت اضطرار کو نہیں پہنچی تو وہاں ملک بینک کے قیام سے اجتناب بھی بہتر ہو گا۔

بوجہ اخلاق کے متاثر ہونے :

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ بچہ جب کسی نیک اور بااخلاق خاتون کا دودھ پیے گا تو اس میں اچھی صفات پروان چڑھیں گی لیکن ملک بینک میں ہر طرح کی عورتیں دودھ جمع کرواتی ہیں جسے بچوں کے اخلاق و کردار متاثر ہوں گئے اور دودھ کے اثرات لازمی طور پر ان پر ظاہر ہوں گئے۔[3]

" قال عمر بن الخطاب وعمر بن اعبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنهما :اللبن يشتبه فلاتستق من يهوديه ولا نصرانية ولا زانية ---"[4]

حضرت عمر بن خطاب اور عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے : دودھ انسان کو ہم وصف کر دیتا ہے، لہٰذا کسی یہودیہ، نصرانیہ اور زانیہ کا دودھ بچے کو نہ پلایا جائے اور جو مسلمان عورت پہلے ذمی ہو اس کا دودھ بھی نہ لیا جائے۔

ناقدانہ جائزہ اور محقق کی ذاتی رائے :

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ملک بینک میں مختلف خواتین کے دودھ ہونے کی وجہ سے بچوں کے اخلاق و اوصاف پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن اس بنا پر ملک بینک کے قیام کو مطلقا ناجائز کہنا درست نہیں جہاں ضرورت ہے وہاں یہ قید ضروری ہے کہ خواتین کا دودھ انفرادی پیکٹوں میں ہو سب کا دودھ ایک ہی پیکٹ میں جمع نہ کیا جائے اور پھر دودھ بھی مسلمانوں کے لیے صرف مسلمان عورت کا لیا جائے کافرہ اور مشرکہ کے پیکٹ پر یہاں تک کے تمام مذاہب کے لوگوں کا اس پیکٹ پر مذہب کے متعلق بھی لکھا جائے تاکہ اشتباہات ختم ہو جائے اور دین کے مطابق زندگی بسر کرنے میں آسانی ہو۔

سد الذرائع ایک فقہی اصول :

سد الذرائع الی الحرام واجب "

جو چیز حرام کی طرف لے جائے اسے بھی روکا جائے گا" انسانی دودھ بینک چونکہ نکاح میں حرام تعلقات کا سبب بن سکتا ہے اس لیے اسے بند کرنا ہی ضروری ہے [5]

کیونکہ اس بینک کے ہونے کی صورت میں درج امور شبہات سے خالی نہیں ہو سکتے غلط نکاح ،رضاعی رشتوں کی پیچیدگی ،نسب کے اختلاط کا ذریعہ بن سکتا ہے اور فقہ کا اصولی قاعدہ ہے "*تغلیب حرام عند الاختلاط* "(حرام کو اختلاط کے وقت برتری دینا واجب ہے)

"اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام "

اگر ایک کنٹینر میں ۹ ماؤں کا دودھ حلال (جن سے بچے کا کوئی رشتہ نہیں) اور صرف ایسی ماں کا دودھ شامل ہے جو بچے کی حقیقی محرم ہے، تو پورے کنٹینر کا دودھ اس بچے کے لیے حرام ہو جائے گا، کیونکہ حلال اور حرام مکس ہو چکے ہیں اور اب انہیں جدا کرنا ناممکن ہے۔ چونکہ ملک بینک کا دودھ اسی طرح کا ایک مجموعہ ہے، اس لیے یہ پورا ذخیرہ شبہے کے دائرے میں آ کر ناجائز ہو جاتا ہے۔

ناقدانہ جائزہ اور اصولی کمزوری:

اس قاعدے کا اس مسئلے پر انطباق فکری طور پر درست نہیں ہے، کیونکہ یہ قاعدہ وہاں لاگو ہوتا ہے جہاں **حرام پہلے سے یقینی طور پر موجود ہو** اور وہ حلال میں مکس ہو جائے۔

محقق کی رائے :

شریعت کے احکام کو گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو شریعت نے کچھ کاموں سے انسان کو منع کیا ہے اور صرف کام سے منع ہی نہیں کیا ان تک پہنچانے والے ذرائع اور راستے ہیں ان سے بھی منع فرمایا ہے مثلا زنا سے انسان کو منع کیا اور اس کی سزا مقرر کی لیکن اسی پر بس نہیں سد ذرائع کے طور پر اختلاط بین الرجل والمراۃ سے بھی منع کیا نظریں جھکانے کا حکم دیا عورتوں کو مردوں کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرنے سے منع کیا بہتان اور الزام تراشی سے منع کیا یہ سب کچھ سد ذریعہ کے طور پر کیا باقی جہاں انسانی دودھ کی اشد ضرورت ہو وہاں دودھ کو مختلط نہ کیا جائے انفرادی طور پر پلایا جائے۔

مجوزین (جواز کے قائلین) کے استدلال کا تحقیقی مناقشہ

ملک بینک کے محدود یا مشروط جواز کے قائلین (جن میں علامہ یوسف القرضاوی، شیخ مصطفیٰ الزرقا اور بعض معاصر عرب محققین شامل ہیں) کا بنیادی رخ مقاصدِ شریعت کے دوسرے اہم ترین ستون یعنی **"حفظِ نفس"** (انسانی جان کی حفاظت) کی طرف ہے۔

"حفظِ نفس" اور طبّی ناگزیریت (الضرورۃ الشرعیہ)

مجوزین کا سب سے قوی اور عملی استدلال اطفال کی طب (Neonatal Pediatrics) سے جڑا ہوا ہے۔ قبل از وقت پیدا ہونے والے معصوم بچوں (Preterm/Premature Infants) کا نظامِ ہضم (Digestive System) اس قدر نازک ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کا مصنوعی یا ڈبے کا دودھ (Formula Milk) ہضم کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔ اگر انہیں ماں

کا دودھ نہ ملے، تو انہیں آنتوں کی ایک انتہائی ہلاکت خیز بیماری "Necrotizing Enterocolitis" (NEC) لاحق ہو جاتی ہے، جس میں شرح اموات ۹۰ فیصد تک ہوتی ہے۔[6]

تنقیدی و تجزیاتی جائزہ:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسانی جان بچانا شریعت کے بلند ترین مقاصد میں سے ہے اور نسب کی حفاظت پر بھی بسا اوقات اس کو مقدم کیا جاتا ہے جب دونوں میں ناگزیر ٹکراؤ ہو ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی اجازت صرف ہسپتالوں کے اندر، انتہائی نگہداشت کے وارڈز (NICU) تک اور صرف انفرادی طبّی نسخے (Prescription) کی حد تک دی جائے، نہ کہ اسے عام دودھ کی دکانوں کی طرح تجارتی شکل دے دی جائے۔

رضاعت کے روایتی مفہوم کی نفی (ابن حزم کا منہج)

مجوزین (خصوصاً علامہ قرضاوی) نے ایک اور علمی پوزیشن اختیار کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ملک بینک کا دودھ پینے سے سرے سے کوئی رشتہ حرام ہی نہیں ہوتا۔ ان کا استدلال ظاہری مکتبِ فکر کے امام ابن حزم اندلسی اور تابعی امام لیث بن سعد کے اس موقف پر ہے کہ رضاعت صرف وہی معتبر ہے جو بچہ براہِ راست پستان سے چوسے (**الرضاع من الثدي**)۔[7]

تنقیدی و تجزیاتی جائزہ

مجوزین کا یہ استدلال فقہی جمہور (Overwhelming Majority of Jurists) کے مسلمہ اور تواتر سے ثابت اصولوں سے ایک بڑا انحراف ہے۔[8]

"عمومِ بلویٰ" اور بدلتے ہوئے معاشی و سماجی ڈھانچے کا استدلال

دلیل: مجوزین کا ایک مضبوط استدلال **"عمومِ بلویٰ"** (ایسی عام مشکل جس سے بچنا عام لوگوں کے لیے ناممکن ہو) کے اصول پر مبنی ہے۔ جدید شہری زندگی، کام کاج کرنے والی ماؤں (Working Mothers) کی تعداد میں اضافہ، اور بعض اوقات ماؤں کے شدید امراض کی وجہ سے نوزائیدہ بچوں کو ماں کا خالص دودھ میسر نہیں ہو پاتا۔[9]

تحقیقی و تجزیاتی جائزہ (Critical Analysis): عمومِ بلویٰ کا اصول فقہِ اسلامی کا ایک متحرک اصول ہے، لیکن اس کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ "بلویٰ" (مشکل) حقیقی ہے یا محض معاشی سہولت کاری (Convenience) کا نتیجہ؟ شریعت عذرِ شرعی کی بنیاد پر رخصت دیتی ہے، عیش پسندی یا محض سماجی فیشن کے لیے نہیں۔ اگر کام کاج کرنے والی مائیں محض اپنے آرام یا ملازمت کے تحفظ کے لیے اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلانے کے بجائے بینک کے دودھ پر ڈال دیں گی، تو اس سے شریعت کا حقیقی مقصد "صنفِ نازک پر بچوں کی پرورش کی ذمہ داری" متاثر ہو گی۔ لہٰذا، عمومِ بلویٰ کا یہ استدلال صرف "طبّی معذوری" کی حد تک تو درست مانا جا سکتا ہے، مگر اسے "سماجی ضرورت" بنا کر پیش کرنا اصولِ شریعت کی روح کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

نیت کا فقدان اور "الرضاع قصدی" کا اصول:

دلیل: بعض معاصر محققین کا استدلال ہے کہ شریعت میں احکام کا مدار نیت پر ہوتا ہے (*الأمور بمقاصدها*)۔ رضاعت

میں جب ایک عورت کسی بچے کو گود میں لے کر دودھ پلاتی ہے، تو دونوں جانب سے ایک رضاعی تعلق قائم کرنے کا شعور اور قصد (Intent) موجود ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، ملک بینک میں نہ دودھ دینے والی عورت کو معلوم ہے کہ اس کا دودھ کس کو جائے گا، اور نہ ہی دودھ پینے والے بچے کے سرپرستوں کو اس خاتون کی شناخت کا علم ہوتا ہے۔ جہاں قصد اور نیتِ رضاعت سرے سے مفقود ہو، وہاں محض ایک مائع کا پیٹ میں چلے جانا رشتہ استوار نہیں کر سکتا۔[10]

تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

مجوزین کا یہ استدلال کہ "رضاعت کے لیے نیت شرط ہے" اصولِ فقہ کے مسلمات کے خلاف ہے۔ احناف اور شوافع کے نزدیک رضاعت کا تعلق **"اسبابِ وضعیہ"** (قوانینِ قدرت) سے ہے، نہ کہ "اسبابِ تکلیفیہ" سے۔۔ لہٰذا، مجوزین کا نیت کو شرط بنا کر ملک بینک کو حلال کرنا ایک انتہائی ضعیف اور کمزور استدلال ہے۔[11]

"قاعدہ استہلاک" اور مغلوبیت کا اصول:

دلیل: مجوزین کا ایک انتہائی باریک فقہی استدلال **"استہلاک"** (ایک چیز کا دوسری چیز میں اس طرح مل جانا کہ اس کا وجود ختم ہو جائے) پر قائم ہے۔ ملک بینک میں جب مختلف عورتوں کا دودھ پُول (Pool) کیا جاتا ہے، تو کیمیائی اور طبیعی طور پر کسی ایک عورت کا دودھ مستقل بالذات باقی نہیں رہتا، بلکہ وہ پورے مرکب میں اس طرح رچ بس جاتا ہے کہ اس کے انفرادی خواص مغلوب ہو جاتے ہیں۔۔[12]

تحقیقی و تجزیاتی جائزہ:

قاعدہ استہلاک کا یہ انطباق اس وقت درست ہوتا جب دودھ میں کوئی غیر جنس (جیسے پانی یا دوا) ملائی جاتی۔ یہاں دودھ میں دودھ ہی ملایا جا رہا ہے (جنس میں جنس کا اختلاط)۔ فقہاء کا اصول ہے کہ *الجنس لا یستھلك في جنسه* (ہم جنس چیز اپنی ہی جنس میں مل کر مستہلک یعنی ضائع نہیں ہوتی)۔[13]

تاریخی دستاویزات اور کلاسیکی متبادلات کا تجزیاتی مطالعہ

مسئلے کے تاریخی پس منظر اور دستاویزات کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ ماضی میں مسلم معاشروں نے اس نوعیت کے بحرانوں کا کیا قانونی حل نکالا تھا۔

دولتِ عثمانیہ کا "سجلّاتِ رضاعت (Ottoman Fosterage Registries) **"کا نظام**

دستاویزی حقیقت اور تجزیہ :تاریخی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے دور میں جب دارالایتام (Orphanages) یا وبائی امراض (مثلاً طاعون) کی وجہ سے مائیں انتقال کر جاتیں اور بچوں کے لیے پبلک سطح پر دودھ پلانے والی خواتین (ظئور عامہ) کی خدمات حاصل کی جاتیں، تو قاضی کی عدالت میں باقاعدہ **"سجلّ الرضاع** Fosterage Registry) **"** تیار کی جاتی تھی۔ اس دستاویزی ریکارڈ میں دودھ پلانے والی خاتون کا نام، اس کے شوہر کا نام، اور دودھ پینے والے تمام بچوں کے نام مع تاریخ درج کیے جاتے تھے تاکہ مستقبل میں نکاح کے وقت ان سجلات کو چیک کیا جا سکے۔[14]

تحقیقی محاکمہ : یہ تاریخی دستاویز مانعین کے اس مقدمے کو علمی طور پر کمزور کرتی ہے کہ "پبلک لیول پر دودھ کی فراہمی نسب کو مشتبہ کر دیتی ہے"۔ عثمانی دور کا یہ انتظامی ماڈل ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں "اداراجاتی رضاعت Institutional) Fosterage) " کا تصور نیا نہیں ہے۔

فقہاء کرام کے اصولوں کا ناقدانہ جائزہ

الف) علّتِ رضاعت کا دائرہ کار اور 'وجور و سعوط کا انطباق

مانعین کا سب سے بڑا فقہی ہتھیار یہ ہے کہ حرمتِ رضاعت (دودھ کے رشتے کی وجہ سے نکاح کی حرمت) کے لیے بچے کا ماں کے پستان سے براہِ راست دودھ چوسنا لازمی نہیں ہے۔ چاروں سنّی مذاہبِ فقہ (احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ) کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر عورت کا دودھ کسی برتن میں نکال کر بچے کے حلق میں ٹپکایا جائے (وجور) یا ناک کے راستے دماغ تک پہنچایا جائے (سعوط)، تب بھی نشوونما کی علت پائے جانے کی وجہ سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔[15]

تنقیدی و تجزیاتی جائزہ (Critical Analysis):

مانعین کا یہ قیاس اپنی جگہ لغوی اور روایتی طور پر درست ہے، مگر وہ اس کی جوہری علت (Ratio Decidendi) کا گہرائی سے جائزہ لینے میں ابہام کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ کلاسیکی فقہاء نے جب 'وجور' اور 'سعوط' پر حرمت کا حکم لگایا تھا، تو وہ **"معین و معلوم" (Identifiable)** عورت کا انفرادی دودھ تھا۔ ملک بینک میں جو صنعتی عمل ہوتا ہے، اسے طبّی اصطلاح میں "پُولنگ" (Pooling) کہتے ہیں، یعنی بیس، تیس یا اس سے زائد خواتین کا دودھ ایک بڑے کنٹینر میں یکجا کر کے ہوموجنائز اور پاسچرائز کیا جاتا ہے فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ جب مختلف چیزیں مل جائیں اور دودھ کی جنس ہی تبدیل ہو جائے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی لیکن دودھ کو اپنی جنس دودھ ہی کے ساتھ ملایا جائے تو اسے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

مقصدِ شریعت (حفظِ نسب) اور سدِّ ذریعہ کا اصول

مانعین کا دوسرا بڑا استدلال مقاصدِ شریعت کے سب سے حساس ستون یعنی **"حفظِ نسب"** (نسل کی پاکیزگی کی حفاظت) سے ماخوذ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب دسیوں یا بیسیوں عورتوں کا دودھ آپس میں خلط ملط ہو جائے گا اور اسے مختلف بچوں کو پلایا جائے گا، تو معاشرے میں ایسے گمنام رضاعی بہن بھائی پیدا ہوں گے جن کا نسبی شجرہ معلوم نہیں ہو گا۔

تنقیدی و تجزیاتی جائزہ

شریعت کا یہ اصول بلاشبہ مسلمہ ہے کہ *درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح* (فساد کو دور کرنا فائدہ حاصل کرنے پر مقدم ہے)۔ تاہم ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ مفسدہ (برائی) "متحقق" (حقیقی) ہے یا محض "مظنون" (وہم پر مبنی)؟ مانعین کا یہ پورا استدلال بیسویں صدی کے ابتدائی دور کے انتظامی ڈھانچے کو سامنے رکھ کر قائم کیا گیا تھا۔ معاصر ڈیجیٹل دور میں، جہاں بلاک چین (Blockchain)، بار کوڈنگ اور بائیومیٹرک لاگنگ کی سہولیات موجود ہیں، ہر عطیہ دہندہ (Donor) اور وصول کنندہ (Recipient) کا مکمل شجرہ سیکنڈوں میں ریکارڈ کیا جا سکتا ہے۔ جب جدید انتظامی نظم کے ذریعے "جہالتِ نسب" کا رولر ہی ختم کر دیا جائے، تو سدِّ ذریعہ کا یہ اصول اپنی معنویت کھو دیتا ہے، کیونکہ فقہ کا ضابطہ ہے کہ *الحکم یدور مع علته وجوداً وعدماً* (حکم اپنی علت کے وجود اور عدم کے ساتھ گردش کرتا ہے)۔[16]

انسانی اعضاء کی تکریم اور بیع وشراء (خرید و فروخت) کا مسئلہ

دلیل: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسانی جسم اور اس کے اجزاء (بشمول دودھ، خون، اعضاء) محترم اور مکرم ہیں (*الأصل في الآدمي الكرامة*)۔ انسانی اجزاء کو تجارتی مادی اشیاء (Commodities) کی طرح خرید و فروخت کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔[17]

تحقیقی و تجزیاتی جائزہ (Critical Analysis):

مانعین کا انسانی تکریم کا یہ مقدمہ بلاشبہ اسلامی اخلاقیات کا حسن ہے، مگر یہاں اکیڈمک نقد (Critique) یہ ہے کہ کیا ملک بینک میں ہونے والا مالی لین دین "بیع و شراء" (تجارتی فروخت) کے زمرے میں آتا ہے یا "تبادلہ منافع و خدمات" (Service Charges) کے دائرے میں؟

عالمی اداروں کی رپورٹس:

عالمی ادارہ صحت (WHO) کا "گلوبل اسٹریٹیجی برائے اطفال غذا" (2002ء)

طبّی دستاویزی پروٹوکول اور تجزیہ: ڈبلیو ایچ او (WHO) اور یونیسف (UNICEF) کی مشترکہ دستاویزی حکمتِ عملی "Global Strategy for Infant and Young Child Feeding" کے پیراگراف 17 میں صراحت کی گئی ہے کہ جہاں سگی ماں کا دودھ میسر نہ ہو، وہاں سب سے پہلا اور بہترین متبادل **"کسی صحت مند دایہ کا دودھ یا ہیومن ملک بینک کا پاسچرائزڈ دودھ"** ہے، اور فارمولا ملک (ڈبے کا دودھ) کو آخری اور بدترین درجہ دیا گیا ہے۔[18]

بحیثیت (محقق) کی اجتہادی ترجیح اور حاصلِ بحث

دونوں مکاتبِ فکر کے دلائل کے گہرے، غیر جانبدارانہ اور تنقیدی جائزے سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ:

مانعین کا مقاصدِ شریعت (حفظِ نسب) پر اصرار درست ہے، مگر جدید انتظامی صلاحیتوں (Digital Traceability) کو یکسر مسترد کر دینا جمود پر مبنی ہے۔

مجوزین کا "حفظِ نفس" کا طبّی مقدمہ انتہائی جاندار ہے، مگر جمہورِ فقہاء کے اصولِ رضاعت کو نظر انداز کر کے "سرے سے حرمت نہ ہونے" کا دعویٰ کرنا حد درجہ کمزور اور غیر محتاط ہے۔

اسی طرح مخلوط دودھ سے عدم رضاعت کا قول غیر واضح ہے جو رضاعت کے نظام کے فساد کا سبب بن سکتا ہے۔

محقق کے نزدیک بہترین تطبیقی صورت (Synthesis): ہیومن ملک بینک کو مطلقاً حرام قرار دینا معصوم بچوں کی جانوں سے کھیلنے کے مترادف ہے، اور اسے مطلقاً آزاد چھوڑنا نسبی نظام کو داؤ پر لگانا ہے۔ اس کا واحد شرعی و اجتہادی حل **"مقیّد جواز"** (Restricted and Managed Permissibility) ہے۔ مسلم ممالک میں روایتی "ملک بینک" (جہاں دودھ مکس کیا جاتا ہے) کے بجائے **"رضاعی مراکز"** قائم کیے جائیں۔ ان مراکز کا طریقہ کار یہ ہو:

کسی بھی خاتون کا دودھ دوسرے دودھ کے ساتھ مخلوط (Pool) نہ کیا جائے۔ ہر خاتون کا دودھ الگ بوتل میں اس کے بائیومیٹرک ڈیٹا کے ساتھ محفوظ ہو۔

ایک وقت میں ایک ہی معلوم خاتون کا دودھ کسی مخصوص ضرورت مند بچے کو دیا جائے، اور ڈیجیٹل سسٹم پر اس کا باقاعدہ "سرٹیفکیٹِ رضاعت" (Certificate of Fosterage) جاری کر کے دونوں خاندانوں کو مطلع کیا جائے تاکہ مستقبل میں نکاح کے خطرات کا سدِ باب ہو سکے۔ یوں شریعت کے دونوں مقاصد—حفظِ نفس اور حفظِ نسب—بیک وقت حاصل ہو جائیں گے۔

محقق کی اجتہادی ترجیح:

اس مسئلے کا حتمی اور پائیدار حل اصولِ فقہ کے ایک عظیم قاعدے میں پوشیدہ ہے: *إذا تعارض المانع والمقتضي*

یقدم *المانع إلا إذا أمکن الجمع* (جب ممانعت کرنے والی دلیل اور تقاضا کرنے والی دلیل میں ٹکراؤ ہو تو ممانعت کو فوقیت ملتی ہے، الا یہ کہ دونوں میں تطبیق ممکن ہو)۔

موجودہ دور میں دونوں میں "**تطبیقِ علمی**" (Scientific Reconciliation) کی صورت یہ ہے کہ ہم "**سنگل ڈونر الائنمنٹ**" کا ماڈل تیار کریں۔

محقق کی قانونی تجویز : حاصلِ بحث کے طور پر، محقق مسلم ممالک کی پارلیمان کے لیے ایک "**اسلامک ہیومن ملک بینکنگ اینڈ فوسٹرج ریگولیشن ایکٹ** (Islamic Human Milk Banking and Fosterage Regulation Act) " کا خاکہ پیش کرتا ہے، جس کی بنیادی دفعات درج ذیل دستاویز پر قائم ہوں:

دفعہ ۱ (طبّی حد بندی) : ملک بینک تجارتی بنیادوں پر کام نہیں کرے گا، بلکہ یہ صرف سرکاری ہسپتالوں کے تحت "لائف سیونگ ڈرگ (Life Saving Drug) " کے طور پر کام کرنے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ ۲ (عدمِ پُولنگ) : قانوناً دو ماؤں کا دودھ مکس کرنا جرم ہوگا (Anti-Pooling Clause) ۔

دفعہ ۳ (ڈیجیٹل سجل) : خلافتِ عثمانیہ کے تاریخی ماڈل کو جدید بناتے ہوئے، نیشنل شناختی کارڈ) شناختی ڈیٹا بیس جیسے NADRA وغیرہ (کے ساتھ ایک "ڈیجیٹل شجرہِ رضاعت" لنک کیا جائے گا، جس میں دودھ پلانے والی ماں اور دودھ پینے والے بچے کا ڈیٹا ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گا اور شادی کے وقت ان کا بائیومیٹرک میچ کرنا لازمی قرار دیا جائے گا۔[19]

[20] یہ دستاویزی اور قانونی ماڈل شریعتِ اسلامی کی ابدیت، تاریخی تسلسل اور معاصر بین الاقوامی قوانین کے مابین ایک ایسا مثالی جوڑ پیدا کرتا ہے جو مسلم خاندانی نظام کی روح کے عین مطابق ہے۔

دونوں مناہج کا تقابلی محاکمہ (The Comparative Evaluation)

اگر ہم دونوں مکاتبِ فکر (مانعین اور مجازین) کے اصولوں کو ترازو کے دو پلڑوں میں رکھیں، تو صورتِ حال درج ذیل شکل اختیار کرتی ہے:

مانعین کا پلڑا	**مجازین کا پلڑا**
شعار: حفظِ نسب اور احتیاط	شعار: حفظِ نفس اور ضرورتِ طبّی
کمزوری: جدید انتظامی کمزوری	مروجہ مکسنگ
حل: ٹیکنالوجی سے تغافل	(Pooling) کا دفاع کرنا

مانعین کا پلس پوائنٹ : انہوں نے خاندانی نظام اور نسب کی پاکیزگی کا تحفظ کیا، جو اسلام کا ایک اہم ترین مقصد ہے۔ ان کا خوف فرضی سہی، مگر مروجہ ناقص نظام میں حقیقی تھا۔

مجازین کا پلس پوائنٹ : انہوں نے انسانی جان بچانے کے قرآنی مقصد کو سامنے رکھا اور جمود کو توڑا۔

دونوں کی مشترکہ غلطی : مانعین نے یہ سمجھا کہ ملک بینک کا مطلب صرف "مغربی مکسنگ والا بینک" ہی ہو سکتا ہے، اس لیے انہوں نے پورے تصور کو حرام کہہ دیا۔ جبکہ مجازین نے بچوں کی جان بچانے کے جوش میں مغربی طرز کے مکس اور نامعلوم دودھ والے بینکوں کو بھی ہضم کرنے کی کوشش کی، جو شرعی احتیاط کے خلاف تھا۔

وجہِ ترجیح اور حتمی فیصلہ :

ان دونوں آراء کے تفصیلی اور ناقدانہ جائزے کے بعد، اس عاجزانہ علمی مطالعے میں جس موقف کو **مطلق ترجیح** حاصل ہے، وہ نہ تو مانعین کی "**مطلق ممانعت**" ہے اور نہ ہی مجازین کا "**مطلق جواز**" ہے۔ بلکہ راجح، صائب اور عصرِ حاضر کا اصل شرعی حل "**مشروط جواز بمطابق جدید ڈیجیٹل پروٹوکول** " ہے۔

حاصلِ بحث اور منقح نتیجہ :

مجازین کے اصولوں کا ناقدانہ جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ان کا بنیادی مقصد (بچوں کی جان بچانا) تو سو فیصد درست اور شریعت کے عین مطابق ہے، مگر ان کا طریقہِ استدلال (مکسنگ اور جہالتِ مرضعہ کا دفاع کرنا) اصولی اور فقہی طور پر انتہائی کمزور اور خاندانی نظام کے لیے تباہ کن ہے۔

لہٰذا، ان کے دلائل ہمیں یہ سوچنے پر تو مجبور کرتے ہیں کہ بیمار بچوں کی ضرورت کا حل نکالا جائے، مگر وہ ہمیں مغربی طرز کے مروجہ مکس اور نامعلوم ہیومن ملک بینکوں کو حلال کہنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔ سچا علمی حل یہی ہے کہ ان کے "مقصدِ حفظِ نفس" کو قبول کیا جائے مگر اسے جمہور کے "اصولِ حفظِ نسب" کے دائرے میں لاکر "**انفرادی و ڈیجیٹل رجسٹرڈ ملک بینک** " کی صورت میں نافذ کیا جائے جہاں مکسنگ صفر ہو اور رشتوں کا ریکارڈ سو فیصد یقینی ہو۔

ہیومن ملک بینکنگ: مجوزین اور مانعین کے دلائل کا تقابلی و محاکماتی جدول

یہ جدول دونوں مکاتبِ فکر کے ظواہرِ دلائل سے قطع نظر، ان کی جوہری علتوں (Ratio Decidendi) اور جدید سائنسی و انتظامی متبادلات پر ان کے اثرات کا احاطہ کرتا ہے۔

محقق (محقق) کا حاصلِ بحث اور اجتہادی فیصلہ	اکیڈمک نقد و محاکمہ	مجوزین (جواز کے قائلین) کا موقف و استدلال	مانعین (عدمِ جواز کے قائلین) کا موقف و استدلال	اصولی و فقہی جہات
تطبیقِ مقاصد : جان بچانا (حفظِ نفس) مقدم ہے، بشرطیکہ جدید ٹیکنالوجی سے نسب کا تحفظ (حفظِ نسب) بھی یقینی بنایا جائے۔	مانعین نے عذرِ انتظامی کو عذرِ شرعی سمجھا؛ جبکہ مجوزین نے طبّی عذر کو بنیاد بناکر جمہور کے رشتہِ رضاعت کو کمزور کیا۔	الضرورۃ اور تیسیر : قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں (Preterm) کی جان بچانا "حفظِ نفس" کا تقاضا ہے۔	سدِّ ذریعہ اور احتیاط : فروج اور نسب کے معاملات میں اصل حکم "تحریم" اور "احتیاطِ تامہ" ہے۔	بنیادی فقہی رخصت و مآخذ
جمہور کی تائید : دودھ مشینی طریقے سے بھی پیٹ میں جائے تو جزئیت پیدا کرتا ہے، لہٰذا بینک کے دودھ سے حرمتِ رضاعت قائم ہو گی۔	مجوزین کا شاذ قول پر تکیہ کرنا جمہور کے مسلمہ اصولِ "انباتِ لحم" (گوشت کی نشوونما) کے خلاف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔	الرضاع من الثدی : حرمت صرف براہِ راست پستان سے چوسنے سے ثابت ہوتی ہے	وجور و سعوط کا انطباق : حلق یا ناک میں دودھ ٹپکانا بھی حرمتِ نکاح کا سبب بنتا ہے (ائمہ اربعہ	رضاعت کا طبعی طریقہ کار
تکنیکی متبادل" :پُولنگ"	مجوزین کا ہم جنس چیز (دودھ	قاعدہ استہلاک : مرکب	جہالتِ نسب کا اندیشہ :	دودھ کا اختلاط

(مکسنگ) کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے؛ ہر ماں کا دودھ الگ بوتل میں پروسیس ہو۔	میں دودھ) پر استہلاک کا قانون لگانا غلط ہے، کیونکہ الجنس لایستھلک فی جنسہ۔	میں انفرادی عورت کا دودھ اس طرح مغلوب ہو جاتا ہے کہ اس کا حکم باقی نہیں رہتا۔	دسیوں عورتوں کا دودھ مکس ہونے سے رضاعی محرمات کا شجرہ گم ہو جاتا ہے۔	(Pooling)
اباحیتِ فیس: بینک کا غیر تجارتی (Non-Profit) ہونا لازم ہے؛ صرف پروسیسنگ لاگت وصول کرنا شرعاً جائز ہے۔	مانعین کا سروس چارجز کو "بیع محرّمہ" پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ دایہ کی اجرت قرآن سے ثابت ہے۔	اخذِ اجرت برائے خدمات: یہ بیع نہیں بلکہ پروسیسنگ، جراثیم کشی اور ٹیسٹنگ کی فیس (Service Charges) ہے۔	امتناعِ بیع وشراء: انسانی رطوبتیں محترم ہیں، انہیں تجارتی مال کی طرح خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا۔	انسانی اعضاء کی تکریم
شرطِ تقویٰ: ڈونرز کی اسکریننگ کی جائے؛ مسلم بچوں کے لیے ترجیحی طور پر مسلم ماؤں کا دودھ ہی لاگ کیا جائے۔	سائنس Epigenetics کی تصدیق کرتی ہے، مگر شریعت میں یہ اثر "کراہت" کا باعث ہے، کلی "حرمت" کا نہیں۔	پاسچرائزیشن کا اثر: حرارتی عمل سے دودھ کے فعال خلیات (Active Cells) اور ڈی این اے اثرات کمزور ہو جاتے ہیں۔	اللبن یغیر الطباع: مغلوب یا غیر مسلم خواتین کے جینیاتی اوصاف (Epigenetics) بچے میں منتقل ہونے کا خطرہ۔	جینیاتی واخلاقی منتقلی
مادام قانون سازی: عالمی معاہدات کے "حقِ حیات" کو اسلامی قانون کے "تحفظِ نسب" کے ساتھ ڈیجیٹل لاگنگ سے جوڑا جائے۔	عالمی کنونشنز صرف مادی صحت دیکھتے ہیں، جبکہ اسلامی قانون مادی اور روحانی (نسبی) دونوں تحفظات کا ضامن ہے۔	حقوقِ اطفال (UNCRC): بچے کا بہترین مفاد (Best Interest) اور اعلیٰ ترین طبّی غذا اس کا قانونی حق ہے۔	ثقافتی تحفظ پسندی: مکہ اکیڈمی (1985) کے مطابق یہ خاندانی نظام پر مغربی الحاد کا حملہ ہے۔	بین الاقوامی معاہدات

خلاصہ تحقیق:

اس تحقیق میں مطلّقاً مجوزین مطلّقاً مانعین اور مشروط مجوزین کے تفصیلی تجزیاتی اور تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ **مانعین اور مجوزین دونوں کے پاس اپنے اپنے موقف کے لیے مضبوط اصولی بنیادیں موجود ہیں، مگر دونوں نے مسئلے کے صرف ایک رخ کو دیکھا ہے۔**

مانعین نے انتظامی خرابیوں (مکسنگ اور عدمِ ریکارڈ) کو اصل حقیقت سمجھ کر پورے تصور پر پابندی لگا دی۔

مجوزین نے طبّی ضرورت کے جوش میں خاندانی نظام کے تحفظ کے شرعی ضوابط میں نرمی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

وجوہِ ترجیح کی بنیاد پر حتمی حل:

عصرِ حاضر میں اس متبادل اور اجتہادی تعطّل کو توڑنے کے لیے جو قولِ فیصل اور صائب ترین راہ نکلتی ہے، وہ **"عدمِ مکسنگ اور ڈیجیٹل بار کوڈ رجسٹریشن کے ساتھ مشروط جواز "** ہے۔ اصولِ فقہ کا مروجہ قاعدہ ہے:

إعمال الكلام أولى من إهماله

"دو معتبر دلائل پر جہاں تک ممکن ہو بیک وقت عمل کرنا، ایک کو بالکل معطل کرنے سے بہتر ہے۔"

جب جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی، بلاک چین (Blockchain) اور نادرا (NADRA) جیسے سسٹمز کے ذریعے ہر ماں کا دودھ الگ رکھنا (Zero Pooling) اور لینے والے بچے کا مکمل ڈیجیٹل شجرۂ رضاعت محفوظ کرنا ممکن ہو چکا ہے، تو **مانعین کا خوف (شک اور اختلاط) سو فیصد ختم ہو جاتا ہے اور مجوزین کا مقصد (جان کی حفاظت) سو فیصد حاصل ہو جاتا ہے۔**

لہٰذا، مسلم امہ کے ہسپتالوں کے لیے عصرِ حاضر کا اصل اور سائنسی حل یہی ہے جہاں ملک بینک کی اشد ضرورت ہے وہاں ہسپتال کے ساتھ ملحق ایک رضاعت سنٹر قائم کیا جائے جو کہ روایتی مغربی ماڈل کو رد کرتے ہوئے ایک منظّم، سرکاری سرپرستی میں چلنے والا "**اسلامک ڈیجیٹل ملک بینک** " قائم ہو جو انسانی جانیں بھی بچائے اور اسلامی خاندانی نظام کی پاکیزگی پر بھی آنچ نہ آنے دے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن، سورۃالنساء آیت نمبر 23

[2] تفسیر الخازن، النساء، ج4 ص 23

[3] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، دار الکتب الاسلامی، طبع ثانیہ ج3 ص238

[4] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، ج9، ص229

[5] القرافی، احمد الفروق، عالم الکتب، ج 2 ص 33

ابن القیم، اعلام الموقعین، دار الجیل، ج3 ص 147

[6] یوسف القرضاوی، فتاوی معاصرۃ (منصورہ: دار الوفاء، 2005)، 2:541–544۔

ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، المحلی بالآثار (بیروت: دار الفکر، بلا تاریخ)، 10: 7–9؛ نیز دیکھیے: مصطفیٰ احمد الزرقا، فتاوی مصطفیٰ الزرقا (دمشق: دار القلم، 2001)، 322.

[8] مجمع الفقہ الاسلامی، قرارات وإعلانات، 46؛ نیز دیکھیے: ابن عابدین، رد المحتار، 3:218۔

[9] زین الدین بن إبراہیم ابن نجیم، الأشباہ والنظائر علی مذہب إبی حنیفۃ النعمان (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999)، 93–95۔

10 یوسف القرضاوی، فقہ النوازل المعاصرۃ (قاہرہ: دار الشروق، 2009)، 1:312–315۔

11 ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986)، 4:9۔

12 مصطفیٰ احمد الزرقا، المدخل الفقہی العام: الفقہ الإسلامی فی ثوبہ الجدید (دمشق: دار القلم، 1998)، 2:981–984

13 زین الدین بن إبراہیم ابن نجیم، الأشباہ والنظائر علی مذہب إبی حنیفۃ النعمان (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999)، 143۔

14 احمد لطفی الصباغ، سجلات المحاکم الشرعیۃ فی العہد العثمانی: دراسۃ وثائقیۃ وتحلیلیۃ للأحوال الشخصیۃ (استنبول: دار الحکمۃ، 2003)، 2: 148–145

15 ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (قاہرہ: دار الحدیث، 2004)، 3:124–126۔

16 مجمع الفقہ الإسلامی الدولی، قرارات وإعلانات مجمع الفقہ الإسلامی الدولی: من الدورۃ الأولی إلی الدورۃ الثانیۃ والعشرین (جدہ: منظمۃ التعاون الإسلامی، 2018)، القرار رقم 6(5/2) بشأن بنوک الحلیب، 45۔

17 ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986)، 4:24–25۔

18 World Health Organization and UNICEF ,Global Strategy for Infant and Young Child Feeding (Geneva: World Health Organization, 2003), Paragraph 17, p. 11.